پروفیسر محمد ایوب قادری

اسلام اور صنعت

وسائلِ معیشت کے شعبوں میں زراعت اور تجارت کے بعد صنعت و حرفت کا درجہ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تمدن و معاشرت اور ملک کی ترقی میں صنعت و حرفت کا بڑا دخل ہے اور اس سے بہت سے برکات وابستہ ہیں۔ دراصل یہ بھی تجارت ہی کا ایک حصہ ہے نیز صنعت و حرفت اور تجارت کا چولی دامن کا تعلق ہے۔

خام پیداوار کی صورت و شکل اور ترکیب بدل دینے سے اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے، جو صنعتیں صرف انسانی ہاتھوں سے تیار ہوتی ہیں انھیں دست کاریوں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جو کل پُرزوں اور مشینوں سے تیار ہوتی ہیں ان کو صنعتوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اسلام سے قبل عرب کی صنعتی حالت

طائف ، یہاں کے لوگ صنعت و حرفت میں مشغول رہتے تھے۔ طائف کی خاص صنعت چرم سازی تھی، وہاں دباغت کے کارخانے اس قدر زیادہ تھے کہ یہ بلدۃ الدباغ کے نام سے مشہور ہوا۔ طائف میں لوہار بھی تھے جو لوہے کی دست کاری میں ماہر تھے۔ طائف میں دیگر صناعوں کے علاوہ طبیب بھی تھے۔

مکہ : مکہ ایک وادی غیر ذی زرع تھا، وہاں خام پیداوار ہونے کی وجہ سے کوئی خاص صنعت نہ تھی۔ چمڑے کی صنعت صرف اونٹ کی کھالوں کی وجہ سے تھی۔

مدینہ : مدینہ میں پارچہ بافی، تلوار سازی، لکڑی کے سامان کی صنعتیں چھوٹے پیمانے پر جاری تھیں۔ سہل بن سعد کہتے ہیں کہ ایک مدنی عورت ایک حاشیہ دار چادر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے۔ مدینہ کے بعض یہودی اچھے صناع تھے اور اُن کے کارخانے تھے، چنانچہ انصارِ مدینہ نے یہودیوں سے کپڑا بننا، رنگ سازی، تلواریں، زرہیں، دیگر آلات اور کاشت کاری کے آلات بنانے سیکھے۔

صنعت اور قرآن پاک

صنعت کے سلسلے میں خود قرآن پاک میں واضح اشارات ملتے ہیں۔ جہاز سازی اور کشتیوں کی صنعت کے

متعلق حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ موجود ہے۔ دھاتوں کی صنعت کے بارے میں کئی واقعے قرآن کریم میں ملتے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے۔ اسی طرح قرآن کریم میں ظروف سازی کی صنعت کا اشارہ بھی ملتا ہے۔ ذوالقرنین کے قصے میں لوہے کی چادروں اور پگھلے ہوئے تانبے کا پتا چلتا ہے۔ غرض قرآن کریم میں صنعت کے متعلق اشارات موجود ہیں اور اس کی اہمیت، ضرورت اور انسانی معاشرے میں اس کے فوائد کو مانا جاتا ہے۔ فرعون کے قصے میں مینارے کی تعمیر کا تذکرہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ان کے بچپن میں مٹی کے کھلونے بنانے کا ذکر ہے۔ اسی طرح زیور سازی اور پارچہ بافی کا ذکر ملتا ہے۔

صنعت اور احادیث

اسلام نے صنعت و حرفت کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کی ہے اور اس کو انسانی فلاح و بہبود کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ مقدامؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی کمائی نہیں ہے، اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔

صنعت و حرفت کا کام جلیل القدر پیغمبروں سے منسوب ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے اور جنگ کے لیے لوہے کی قمیص تیار کرنے کا کام کرتے تھے۔ خالدؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا انسان کے لیے کسب معاش کا کون سا ذریعہ بہتر ہے۔ فرمایا دست کاری (ابن ماجہ) حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام درزی کا پیشہ کرتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرانے کا کام کرتے تھے۔ (فتح الباری)

غرض اس طرح کتب تاریخ و سیر میں انبیائے کرام سے بہت سے پیشے اور صنعتیں منسوب ہیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں "عمل بالید" کا سراغ ملتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائیں اور اس کا فخریہ طور پر ذکر فرمایا۔ آپ نے اجرت پر بھی کام کیا۔

گویا صناعوں اور دست کاروں کے درجے اس قدر بلند فرمائے کہ ان کو محبوبیت الٰہی کا مقام حاصل ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ خندق کے موقع پر خندق کے کھودنے میں بھی شرکت فرمائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا اکثر کام خود کرتے تھے۔ جھاڑو خود دے لیتے تھے۔ کپڑوں میں پیوند لگا لیتے تھے۔ جوتیاں گانٹھ لیتے تھے۔ غرض کہ دست کاری، محنت اور صنعت کی عظمت کو دنیا سے تسلیم کرایا گیا ہے۔

عملِ صحابہ کرامؓ

صحابہ کرامؓ نے بھی انسانی معاشرے کی ترقی و بقا کے لیے خود محنت کی اور صنعت و دست کاری کو اپنایا۔ خلیفہ

اوّل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ کا کپڑے کا ایک بڑا کارخانہ مقام سنح میں تھا اور آپ خود کپڑا بیچنے جایا کرتے تھے ۔ بلکہ خلافت کی ذمہ داریوں کے بعد بھی آپ نے اس کام کو جاری رکھنا چاہا ۔ صحابہ کرام میں اکثر نے کوئی نہ کوئی پیشہ اپنایا یا صنعت و دست کاری اختیار کی ۔ کتب اسمار الرجال میں ان صنعتوں کی صراحت موجود ہے ۔

حضرت امام ابوحنیفہ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے ۔ صوفیائے کرام کسی نہ کسی پیشے ، صنعت اور دست کاری سے پیٹ بھر کر تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہتے تھے ۔ بڑے بڑے علما ، فقہا کا تعلق بہت اور صنعت سے رہا ہے ۔ دراصل اسلام نے تقوے کو معیارِ فضیلت قرار دیا ہے ۔

ارشادِ خداوندی ہے :

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ۔

اللہ کے نزدیک سب سے شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے ۔

مسلمانوں نے غیر مسلموں کی صنعتوں کو اپنایا

مسلمانوں نے صنعت کے میدان میں بڑی ترقی کی اور انھوں نے ہر مفید صنعت کو شروع ہی سے اپنایا ۔ عہدِ نبوی میں جنگوں میں رومی دبابے کا استعمال کیا گیا اور مسلمانوں نے منجنیق کی صنعت کو سیکھا اور اس کا استعمال کیا ۔ اسی طرح مسجد میں منبر کی ابتدا بھی ملک شام کی یادگار ہے ۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے "اسلامی معاشیات" میں اس واقعہ کو بڑا زور دے کر لکھا ہے اور اس بات کو تفصیل سے بیان کیا ہے ۔ عربوں کی کمانوں سے ایرانی کمانیں مضبوط ہوتی تھیں ۔ مسلمانوں نے ایرانی طرز کی کمانوں کا استعمال کیا اور بنایا ۔ اس طرح حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم کے عہد میں پون چکیوں کا استعمال ہوا ۔ غرض مسلمانوں نے صنعتی ترقی میں شروع ہی سے دلچسپی لی ۔

دست کاروں اور مزدوروں کے چند بنیادی مسائل

آج کل تمام دنیا میں سرمایہ داروں اور مزدوروں اور دست کاروں کے درمیان کش مکش ہو رہی ہے اور بعض انسانیت کش تحریکیں پرورش پا رہی ہیں ۔ دراصل بڑے بڑے ملوں اور کارخانوں میں جو بہترین صناع اور دست کار ہیں ، جن کو مزدوروں کے نام سے پکارا جاتا ہے ، وہ دنیا کے بہت بڑے محسن ہیں ۔

اسلام نے مزدور اور کارخانہ دار کے مسائل کو اس طرح حل کیا ہے ۔ بخاری شریف کی ایک حدیث ہے ۔

دخول یعنی تمھارے ہاتھ کے نیچے کام کرنے والے تمھارے بھائی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے ان کو

تمہارے ہاتھ کے نیچے ڈال دیا ہے، پھر جس کا بھائی کسی کے ہاتھ کے نیچے پڑ جائے تو چاہیے کہ جو کچھ کھاتا ہو اسے کھلائے اور جو کچھ پہنتا ہو اُسے پہنائے اور ان پر اتنا کام نہ لادے جو اُن کو مغلوب کر دے اور اگر ان پر بار ڈالو تو اُن کی مدد و اعانت کرو ۔ اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں :

۱۔ مزدور اور مزدوری پر لوگوں سے جو شخص کام لیتے ہوں ان کے درمیان بھائی چارہ ہو اور دونوں کی نوعیت بھائی بھائی جیسی ہو۔

۲۔ کم از کم کھانے پینے اور رہنے سہنے کی حد تک دونوں کی سطح برابر ہو، جو خود کھائے وہ مزدور کو کھلائے اور جو خود پہنے وہ مزدور کو پہنائے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اجرت کے معاملے میں اسلام کا نقطۂ نظر کیا ہے۔ کم از کم اتنی اجرت تو مزدور کو بہر حال ملنی چاہیے کہ کھانے پینے کی حد تک وہ بے نیاز ہو سکے اور اگر مزدوری کی شرح کم ہو تو حدیث کی روشنی میں بلند کر دی جائے۔ پھر ظاہر ہے کہ دونوں طبقوں کے درمیان کشمکش ختم ہو جائے گی اور کام کی رفتار بہت بڑھ جائے گی۔

۳۔ وقت اور کام دونوں کے لحاظ سے مزدور پر اتنا بوجھ ڈالا جائے کہ جو اُسے مغلوب کر کے تھکا نہ دے ۔ چنانچہ حدیث میں کام اور وقت کے مسئلے کو بھی اہمیت دی گئی ہے ۔

۴۔ اگر کوئی کام ایسا پیش آجائے جس میں مزدور کو دشواریاں پیش آرہی ہوں تو اس کی اعانت مزید قوت سے کی جائے ۔

صنعت کی ترقی کے لیے سہولتیں پہنچانا

تجارت اور صنعت و حرفت کی ترقی و کامیابی کے لیے موجودہ زمانے میں دو چیزیں بہت اہم ہیں ۔

۱۔ شرح مبادلہ (۲) محصول درآمد ۔ اسلام کے آغاز میں پہلی چیز کا سوال ہی نہ تھا، اس لیے کہ غیر مسکوک سونے اور چاندی کی ڈلیاں کام میں آتی تھیں ۔ البتہ درآمد و برآمد کے محاصل کا مسئلہ ضرور پیش آیا ۔ آج کل کی قومی اور ملکی حکومتیں اپنے ملک کی صنعت و حرفت کا تحفظ اور ترقی اس طرح کرتی ہیں کہ غیر ممالک کی چیزوں پر بھاری بھاری محصول اور ڈیوٹیاں لگا دیتی ہیں اور اس طرح ملکی چیزوں اور صنعتوں کی حفاظت کرتی ہیں ۔ اسلام چونکہ ایک عالم گیر مذہب ہے ، لہٰذا وہ اس اصول کا قائل نہیں کہ ایک ملک فائدہ اُٹھائے اور دوسرا تباہ ہو جائے اور دنیا میں فساد پھیلے ۔ اس معاملے میں وہ بڑی رواداری دکھاتا ہے ۔ اس کا اصول ہے کہ مخلوق، خدا کا ایک کنبہ ہے اور سب کو فائدہ پہنچنا چاہیے کسی پر کوئی ظلم نہ ہو ۔

خلافتِ فاروقی میں یہ سوال اٹھا کہ خلافتِ اسلامیہ میں غیر مذہب والوں سے کوئی محصول نہیں لیا جاتا ہے مگر مسلمانوں سے دوسری حکومتیں محصول لیتی ہیں۔ حضرت عمر نے ۱/۱۰ حصہ مقرر کیا جو کہ عشر کہلاتا ہے اور جو ہر شخص سے لیا جائے گا اور سال میں صرف ایک مرتبہ لیا جائے گا، اگرچہ دوسری حکومتیں ہر مرتبہ محصول لیتی تھیں۔ اس طرح اسلام نے صنعت و حرفت کی ترقی کے سامان بہم پہنچائے۔

ملیں اور کارخانے

جب صنعت و حرفت انسانی ہاتھوں سے نکل کر مشینوں اور ملوں کے قبضے میں چلی جاتی ہے تو سرمایہ دار اور مزدور دو طبقے سامنے آجاتے ہیں اور دونوں میں جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے، کیوں کہ توازن و اعتدال باقی نہیں رہتا۔ اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے اور اس کا ایک عالم گیر نظام ہے، لہٰذا اس کے یہاں سرمایہ داری اور محنت میں ایک معتدل توازن ہے۔ اسلام ان تمام مفاسد کو بیخ و بن سے مٹانے کا داعی ہے جو صنعت کاروں اور دست کاروں کے حقوق کو پامال کرتے ہیں یا جن سے افراط و تفریط، عدمِ اعتماد اور عدمِ تعاون پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ ان اصولوں کو پیش کرتا ہے، جن سے صنعت و حرفت کو ترقی ہو، تاکہ معاشرہ آگے بڑھے اور ساتھ ہی ایک عادلانہ اور صالح نظام قائم ہو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ:

۱۔ اجرت اتنی دی جائے کہ کاریگر اور دست کار کا استحصال نہ ہو سکے۔

۲۔ کم سے کم اجرت پر زیادہ کام نہ لیا جائے، اسلام اس کو ظلم قرار دیتا ہے۔

۳۔ کاریگر اور مزدور کی اجرت مقرر کر دی جائے تاکہ کوئی اندیشہ نہ رہے۔ اسلام اس اصول کا حامی ہے۔

۴۔ اجرت کے ادا کرنے میں حیل و حجت نہ ہو۔

مزدور کا تحفظ

اسلام نے مزدور کی اجرت کا تحفظ کیا ہے۔ مسند احمد میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاملوں کو ان کے عمل سے حصہ دو، اس لیے تمہارا یہ عمل خدا کے لیے ہوگا جس میں تمہیں کبھی گھاٹا نہیں ہوگا۔ احادیث کی تمام کتابوں میں حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارا خادم کھانا تیار کر کے لائے تو اس کو اپنے ساتھ کھانے پر بٹھالو اور اگر

یہ نہ کرسکو تو کم از کم چند لقمے اس کے منہ میں ڈال دو کہ اس نے کھانا پکانے میں گرمی، دھواں اور دوسری مشقتیں برداشت کی ہیں، اس کو اپنی مشقت کا پھل ملنا چاہیے تاکہ وہ یہ نہ سمجھے کہ میں اپنی مشقت سے مستفید نہیں ہوں اور محنت کا پورا ثمرہ آقا کو پہنچ رہا ہے۔

حکومت کی نگرانی

جس طرح حکومت کو اجیروں اور آجروں کے جھگڑوں کو ختم کرنے کے لیے مدافعت کا حق حاصل ہے، اسی طرح حکومت کو ان کے کام پر بھی نگرانی رکھنے کا بھی پورا پورا حق حاصل ہے۔ ابومسعود انصاری کا بیان ہے کہ ایک دن میں اپنے غلام کو مار رہا تھا پیچھے سے آواز آئی "ابومسعود!" میں نے مڑکر دیکھا تو آواز دینے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے فرمایا اے ابومسعود، یہ معلوم کر کہ تجھ کو اپنے زیر دست پر جتنی قدرت حاصل ہے، خدا کو اس سے بہت زیادہ قدرت تجھ پر حاصل ہے۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تیرا یہ کوڑا غلام کے ہاتھ میں ہو"

ابومسعود کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یہ غلام خدا کی راہ میں آزاد ہے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو ایسا نہ کرتا تو دوزخ کی آگ تجھ کو جھلس دیتی۔ حضرت عمرؓ ہر ہفتے، مدینہ کے باہر تشریف لے جاتے اور اگر کسی شخص کو ایسے کام میں مشغول دیکھتے جو اس کی برداشت سے زیادہ ہوتا تو آپ اس کے آجر کو کام ہلکا کر دینے پر مجبور کرتے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں "محتسب" مقرر کیے اور ان کو یہ حکم تھا کہ اگر کسی مزدور پر زیادتی ہو تو اس کے آجروں کو یہ حکم دیں کہ ان کی برداشت سے زیادہ اس سے کام نہ لے۔ حکومت کو مزدوروں کی صحت کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ ایک مرتبہ آپ کو یہ اطلاع ملی کہ کارخانہ دار بیمار مزدوروں کی عیادت کو نہیں جاتا تو آپ نے محتسب کو ہدایت کی کہ کارخانہ دار سے باز پرس کرے اور اس کو طبیب مقرر کرنے کی فہمائش کی جائے اور اگر اس کی آمدنی طبیب کا بوجھ نہ اٹھا سکے تو بیت المال کی طرف سے فوراً طبیب مقرر کر دیا جائے۔

موجودہ زمانے کے مل، فیکٹری، ورکشاپ اور کارخانہ دار اگر اس قسم کی سہولتیں صناعوں اور کاریگروں کو بہم پہونچائیں تو بہت سے مفاسد کا انسداد ہو جائے اور معاشرہ خوش حال و فارغ البال ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین کمائی مزدور کی کمائی ہے، بشرطیکہ وہ خیر خواہی اور بھلائی کے ساتھ کام والے کا کام انجام دے۔

الحاصل اسلام کے اقتصادی نظام میں صنعت و حرفت پر بھی بہت زور دیا گیا ہے تاکہ معاشرے میں مرفہ الحالی و فارغ البالی ہو۔ اسلام انبیا اور بزرگانِ دین کے پیشوں اور کسبِ معاش کے واقعات سنا کر صنعت و حرفت کی ترغیب دیتا ہے اور گھریلو دست کاری کی حوصلہ افزائی کرتا ہے تاکہ صنعت و حرفت ترقی کر سکے۔

الفہرست

از محمد بن اسحاق ابن ندیم وراق ——— اردو ترجمہ و حواشی :- محمد اسحاق بھٹی

یہ کتاب چوتھی صدی ہجری تک کے علوم و فنون، سیر و رجال اور کتب و مصنفین کی مستند تاریخ ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ کی کتابوں، قرآنِ مجید، نزولِ قرآن، جمع قرآن اور قرائے کرام، فصاحت و بلاغت، ادب و انشا اور اس کے مختلف مکاتبِ فکر، حدیث و فقہ اور اس کے تمام مدارسِ فکر، علم نحو، منطق و فلسفہ، ریاضی و حساب، سحر و شعبدہ بازی، طب اور صنعتِ کیمیا وغیرہ تمام علوم، ان کے علما و ماہرین اور اس سلسلے کی تصنیفات کے بارے میں اہم تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں واضح کیا گیا ہے کہ یہ علوم کب اور کیونکر عالمِ وجود میں آئے۔ پھر ہندوستان اور چین وغیرہ میں اس وقت جو مذاہب رائج تھے، ان کی وضاحت کی گئی ہے۔ نیز بتایا گیا ہے کہ اس دور میں دنیا کے کس کس خطے میں کیا کیا زبانیں رائج اور بولی جاتی تھیں اور ان کی تحریر و کتابت کے کیا اسلوب تھے۔ ان کی ابتدا کس طرح ہوئی اور وہ ترقی و ارتقا کی کن کن منازل سے گزریں۔ ان زبانوں کی کتابت کے نمونے بھی دیے گئے ہیں۔

ترجمہ اصل عربی زبان کے کئی مطبوعہ نسخے سامنے رکھ کر کیا گیا ہے اور جگہ جگہ ضروری حواشی بھی دیے گئے ہیں جس سے کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔

صفحات ۹۴۶ مع اشاریہ — قیمت =/۳۰ روپے

ملنے کا پتا :- ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور